مکالمہ

مسلم- عیسائی کانفرنس کو معاشرے میں مذہب سے متعلق سوالات کا سامنا ہے۔

مڈل ایسٹ کونسل آف چرچز کے تعاون سے سیلی اوک کالج (برمنگھم) کے "اسلام اور عیسائی- مسلم تعلقات کے مطالعاتی مرکز" نے 20-27 اپریل 1991ء کو "یورپ اور عرب دنیا میں مذہب اور شہریت" کے موضوع پر آیا نیپا (قبرص) میں ایک کانفرنس منعقد کی۔ کانفرنس میں چالیس سے زائد افراد نے شرکت کی۔

برطانیہ میں سلمان رشدی کے قضیے اور مشرقِ وسطیٰ میں حالیہ خلیجی تنازعے کے نتیجے میں وفاداری، سالمیت اور ہر ایک کے لیے مساوی مواقع کی موجودگی جیسے جو سوالات ابھر کر سامنے آئے تھے، ان کا تفصیلی جائزہ لینے کی خاطر کانفرنس کے لیے مذکورہ موضوع کا انتخاب کیا گیا۔ اگرچہ کانفرنس کی تیاریاں کویت کے خلاف عراقی حملے اور بعدازاں جنگ، سے بہت پہلے شروع ہو چکی تھیں مگر کانفرنس کے منتظمین کے خیال میں کانفرنس کے لیے یہ وقت اس لیے نہایت موزوں ثابت ہوا کہ بین المذاہب کشیدگی کی جانب یہ فوری ردعمل تھا جب کہ اس کشیدگی کے بارے میں اکثر لوگ سمجھتے ہیں کہ جنگ سے اس میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔

کانفرنس میں نہ صرف یورپ اور مشرقِ وسطیٰ دونوں خِطّوں کی نمائندگی تھی بلکہ مختلف مسلم اور مسیحی مکاتب فکر موجود تھے۔ مسلمان شرکاء میں سُنّی تھے اور شیعہ بھی۔ اسی طرح مسیحی برادری سے مشرقی، اورینٹل آرتھوڈکس، کیتھولک اور پروٹسٹنٹ چرچوں کی نمائندگی تھی۔ شرکاء کا تعلق مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تھا۔ ان میں علمائے دینیات، صحافی، ماہرینِ عمرانیات، تاریخ دان، گریجویٹ طلبہ، مذہبی رہنما اور چرچ منتظمین شامل تھے۔ "مذہب اور ریاست" اور اقلیتوں کی حیثیت کے موضوعات پر آٹھ مقالے زیر بحث آئے جو بعد میں اس سال کے آخر تک سیلی اوک کالج کے "مطالعاتی مرکز" کے زیر اہتمام کتابی سلسلے کی صورت میں شائع کر دیے جائیں گے۔

زیر بحث موضوعات میں سے ایک یہ تھا کہ کیا مذہب کے پاس بیروت یا برمنگھم جیسی

جنگوں کے الجھے ہوئے مسائل کے لیے کوئی حل ہے یا مذہب خود مسئلے کا ایک حصہ ہے؟ بین المذاہب مکالمے کی کوئی مقدار بھی فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے خاتمے سے لبنانی معاشرے کو نہ بچا سکی، جس میں مذہبی تشخصات نے اہم کردار ادا کیا ہے جبکہ یورپ میں مذہبی تشخصات نسلی تصادم کے لیے استعمال ہوسکتے ہیں۔ زیر بحث مسائل اکثر شرکائے کانفرنس کی روزمرّہ زندگی کا حصہ ہیں۔

تاہم یہ محض ایک علمی قسم کا سیمینار نہ تھا۔ اس میں شرکاء کو یہ موقع میّسر آیا کہ وہ غلط فہمیوں کی پیدا کردہ تقسیم کے علی الرغم تبادلۂ خیال کر سکیں۔ غلط فہمیاں جو مصر اور لبنان کے اپنے اپنے معاشروں میں ہیں یا عربوں اور اہل مغرب کے درمیان ہیں، اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان پائی جاتی ہیں۔ سیلی اوک کالج کے "مطالعاتی مرکز" کے ڈائریکٹر اور کانفرنس کے ایک سرکردہ منتظم، جورجن نیلسین نے اجلاس کے بعد تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ "کچھ ذہنوں میں استعماری مغربیوں کا آسیبی تصور تھا جبکہ کچھ دیگر لوگوں کے اذہان میں اخوان المسلمون اور حزب اللہ کے بارے میں "جنونیوں" کا امیج۔ یہ تصورات باہمی تبادلۂ خیال کے نتیجے میں ذاتی واقفیت اور دوستی میں بدل گئے ہیں۔" (ایم ای سی سی نیوز رپورٹ)

مسلمانوں کے لیے مشن

عرب عیسائیوں کی مڈل ایسٹ میڈیا کے ذریعے مسلمانوں تک رسائی

خلیجی جنگ کے نتائج نے عیسائی مشنریوں میں امید کی ایک نئی جوت جگا دی ہے۔ عرب دنیا میں مسلمانوں کے لیے مشن کو ان دنوں بہت اہمیت دی جارہی ہے۔ "کرسچن ہیرالڈ" کے ایک تازہ شمارے میں مڈل ایسٹ میڈیا کی سرگرمیوں کی ایک طویل رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ رپورٹ کی تمہید میں کہا گیا ہے کہ "عیسائیوں کے لیے ایذا دہندگان کے طور پر مسلمان، مارکسٹوں سے آگے بڑھ گئے ہیں۔ مقدس تعلیمات کو لے کر ان تک پہنچنے کی راہ میں بے شمار مشکلات حائل ہیں۔ تاہم جدید طریقوں سے ان مشکلات میں سے چند ایک پر قابو پایا جاسکتا ہے۔" کرسچن ہیرالڈ میں مطبوعہ رپورٹ سے مڈل ایسٹ میڈیا کے بعض پہلو ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

مڈل ایسٹ میڈیا ایک بین الاقوامی انجمن ہے جو زیادہ تر عرب عیسائیوں پر مشتمل ہے اور یہ عرب عیسائی مسلمانوں سے ان کی ثقافت میں رہتے، جدید ترین ٹیکنالوجی اور ذرائع ابلاغ